اردو نعت اور سید صبیح الدین صبیح رحمانی

COURAGE TO KNOW

سیشن: 2019-2021

مقالہ نگار:

سجاد حیات

رول نمبر: 1776-MA-U-2019

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر رضیہ مجید

(اسسٹنٹ پروفیسر)

شعبہ اردو

جی سی یونیورسٹی لاہور

اردو نعت اور سید صبیح الدین صبیح رحمانی

سیشن:2019-2021

مقالہ نگار:

سجاد حیات

رول نمبر:1776-MA-U-2019

نگران مقالہ:

پروفیسر ڈاکٹر رضیہ مجید

(اسسٹنٹ پروفیسر)

شعبہ اردو

جی سی یونیورسٹی لاہور

اردو نعت اور سید صبیح الدین صبیح رحمانی

یہ مقالہ ایم۔اے اردو کی جزوی تکمیل کے سلسلے میں جی سی
یونیورسٹی، لاہور کو سند عطا کیے جانے کے لئے پیش کیا گیا۔

ایم۔اے

مضمون

اُردو

سیشن: 2019-2021

مقالہ نگار:

سجاد حیات

رول نمبر: 1776-MA-U-2019

نگران مقالہ:

پروفیسر ڈاکٹر رضیہ مجید

(اسسٹنٹ پروفیسر)

شعبہ اردو

جی سی یونیورسٹی لاہور

تصدیق برائے تکمیل مقالہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ زیرِ نظر مقالہ بعنوان

اردو نعت اور سید صبیح الدین صبیح رحمانی

سجاد حیات ، رول نمبر 1776-MA-U-2019 نے ایم۔ اے اُردو کی سند کے حصول کے لئے میری زیرِ نگرانی مکمل کیا۔

تاریخ: ____________

نگران مقالہ:

____

ڈاکٹر رضیہ مجید

اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو

جی سی یونیورسٹی، لاہور

بتوسط

صدر شعبہ اردو

جی سی یونیورسٹی لاہور

کنٹرولر امتحانات:

جی سی یونیورسٹی، لاہور

جی سی یونیورسٹی، لاہور

(شعبۂ اُردو)

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ سجاد حیات، رجسٹریشن نمبر 1776-MA-U-2019

میقات 2021-2019 متعلم ایم۔اے تحقیق پروجیکٹ رمقالہ بعنوان

اردو نعت اور سید صبیح الدین صبیح رحمانی

اُس کی ذاتی کاوش ہے جس میں تحقیقی اصولوں کے مطابق حواشی وحوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

دستخط نگران: ______________

نام: ڈاکٹر رضیہ مجید

دستخط فوکل پرسن: ______________

نام: ڈاکٹر سفیر حیدر

اقرار نامہ

میں سجاد حیات، رول نمبر 2019-1776-MA-U میقات 2021-2019 اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ میں پیش کیا جانے والا مواد بعنوان:

اردو نعت اور سید صبیح الدین صبیح رحمانی

میری ذاتی کاوش ہے اور یہ پاکستان یا پاکستان سے باہر کسی بھی تحقیقی یا تعلیمی ادارے کی طرف سے شائع، طبع یا پیش نہیں کیا گیا۔

دستخط مقالہ نگار: Sajjad ____________ تاریخ: ____________

سجاد حیات

انتساب:

اپنے اساتذہ کرام اور والدین کے نام جنہوں نے
تاریکیوں سے اُجالوں کی طرف میرا رخ کیا اور
اپنے محسن ''خرم مجید صاحب'' کے نام جنہوں نے
مجھے نعت پر کام کرنے کی لگن پیدا کی اور میرے
گاؤں پانڈو کی میں تعلیم کے فروغ کے لیے ایک
عظیم درسگاہ ''النور ایجوکیٹرز'' قائم کی۔

فہرست ابواب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	
باب اول:	اردو نعت کا پس منظر	۲
باب دوم:	سید صبیح رحمانی کی سوانح حیات	۶
باب سوم:	سید صبیح رحمانی کی ادبی خدمات	۱۱
باب چہارم:	سید صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری کی فکری وفنی جہات	۲۶
	محاکمہ	۵۹
	کتابیات	۶۳

پیش لفظ

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور علم کے نور کی کرنیں مہرتاباں کی مانند ہر روز اس تیزی سے پھیلا رہی ہے کہ نورِ علم کے متلاشی فیض یاب ہونے میں کوئی مشکل محسوس نہیں کرتے۔

یہ اس عہد کی وہ علمی درسگاہ ہے جس میں نایاب اساتذہ کرام کی مہربانیاں طلباء پر چاند کی ٹھنڈی روشنی کی طرح برس رہی ہیں جس میں نشانِ منزل تلاش کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آ رہی۔ میرے قلم کی نوک اگر کچھ لکھنے کے قابل ہوئی تو اس میں میرے اساتذہ کی شفقتیں شامل ہیں۔

میرے مقالے کا موضوع ''اردو نعت اور سید صبیح الدین صبیح رحمانی'' ہے۔ اسے چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اول: اردو نعت کا پس منظر

باب دوم: سید صبیح رحمانی کی سوانح حیات

باب سوم: صبیح رحمانی کی ادبی خدمات

باب چہارم: صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری کی فکری وفنی جہات

میں نے صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری پر جو کام کیا وہ میری زیست کے لیے مثبت ثابت ہوگا۔ اسی وجہ سے میں نے یہ موضوع پسند کیا جس میں میرے اساتذہ نے میری توقع سے زیادہ مجھے مدد دی۔ نعت خواں کے لیے ایک بشارت ہے کہ حضور ﷺ نے نعت خواں کو دعا دی ہے کہ وہ مسکراتا رہے تو یہ دعا صرف دنیا کے لیے ہی نہیں ہوسکتی بلکہ میرا وجدان کہتا ہے کہ نعت خواں محشر میں بھی حضور ﷺ کو دیکھ کر مسکرا رہا ہوگا۔

میرے تخیل میں وہ الفاظ اور قلم میں اتنا زور نہیں کہ میں اپنے اساتذہ، والدین اور دوستوں کا شکریہ ادا کرسکوں جنہوں نے میری راہنمائی کی۔

سجاد حیات رضوی

باب اول:

اردو نعت کا پسِ منظر

باب اول:

اردو نعت کا پسِ منظر

اُردو نعت:

اُردو اصناف ادب میں نعت گوئی ہمیشہ مقبول و معروف رہی ہے تقریباً ہر دیوان اور مجموعہ کلام میں نعتیہ اشعار مل جاتے ہیں۔ شاعری کے علاوہ نثری کتابوں کے آغاز میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد نعتیہ اشعار لکھے جاتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ سے اظہار عقیدت کے لیے مخصوص صنف سخن۔ اس میں حضرت محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ سراپا مبارک اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے دیگر پہلو اجاگر کیے جاتے ہیں۔

البتہ چند شُعراء نے خود کو حضور ﷺ کی نعت کے لیے مخصوص کر لیا ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسری شعری اصناف کو ترک کر دیا ہے۔ نعت کا آغاز مکہ سے ہوا۔ نعت کا لغوی معنی تعریف کرنا ہے۔

اصطلاحی معنی شعری اصناف میں محمد مصطفٰے ﷺ کی تعریف و توصیف کرنا ہے۔

اُردو میں مختلف اصناف سخن اور مختلف انواع میں نعت لکھی جا رہی ہے۔

مثلاً قصائد، مسدس، مخمس، مثنوی، قطعات، رباعیات، مثلث نظم اور ہائیکو کی صورت میں۔

ابو طالب رضی اللہ عنہ کے قصیدہ میں حضور ﷺ کی نعت کے اشعار موجود ہیں۔

جن کو ہم سب سے پہلی نعت قرار دے سکتے ہیں۔

اس کے بعد بچوں کے وہ گیت متاثر کن ہیں جو انھوں نے تاجدار حرم کی شان میں آپ کے مدینہ

تشریف آوری پر استقبال کے لیے کہے تھے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی ؎

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر نعت گو شاعر ہیں جن کے لیے مسجد نبوی شریف میں ایک ممبر مخصوص کر دیا گیا تھا جہاں وہ کھڑے ہو کر شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ڈاکٹر شاہ ارشاد عثمانی کا مضمون ''اُردو نعت گوئی کا ارتقا'' اُردو بعثت کی روایت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ قدیم دکنی شاعری سے لے کر عہد حاضر کی شاعری تک نعت لکھنے کے رجحان اور نعت کے شعری نمونوں کو سامنے لایا گیا ہے اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ نعت کی ایک روایت محسن کاکوروی پہ ختم ہوتی ہے۔ یہاں نعت کے میدان میں اُردو نعت لکھ کر جس ہستی نے اُردو زبان پر احسان کیا ہے۔ وہ احمد رضا خان ہیں آج تک جتنے جدید شعراء ہیں انھوں نے اُردو کو سہارا بنا کر اپنی ترقی کی منازل طے کی ہیں مگر میں کہوں گا کہ اُردو کو نعت کی دنیا میں جس شخص نے شاداب کیا ہے وہ احمد رضا خان ہے۔

۱۸۵۷ء کے بعد کی شاعری میں حالی، شبلی، ظفر علی خان اور علامہ اقبال کا نام سرفہرست ہے۔

نعت کے بارے میں ڈاکٹر عزیز احسن اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

''پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے کچھ عرصہ قبل خواجہ محمد اکبر خان وارثی میرٹھی نے ''میلاد اکبر'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا جسے پاکستان میں بھی سب میلاد ناموں سے زیادہ پڑھا جاتا ہے'' [۳]

يـانبي سلام عليك يا رسول سلام عليك

يا حبيب سلام عليك صلوة الله عليك

حوالہ جات

۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، لاہور سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۱، ص:۲۵۹

۲۔ احمد رضا خان، مولانا، حدائق بخشش، کراچی مکتبہ المدینہ ۲۰۱۸ء، ص:۱۷

۳۔ عزیز احسن، ڈاکٹر، پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۱۴، ص:۳۴

باب دوم:

سید صبیح الدین صبیح رحمانی کی سوانحِ حیات

باب دوم:

سید صبیح الدین صبیح رحمانی کی سوانحِ حیات

سید صبیح الدین صبیح رحمانی:

نام سید صبیح الدین، تخلص صبیح، المعروف صبیح رحمانی، ولد سید سخن الدین۔ ولادت ۲۷ جون ۱۹۶۵ء کو فردوس کالونی، گل بہار کراچی (سندھ) میں ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق حیدر آباد (دکن) سے ہے۔

صبیح رحمانی نے فیڈرل گورنمنٹ سیکنڈری اسکول نمبر ۲ فردوس کالونی گل بہار کراچی سے آرٹس میں انٹرمیڈیٹ پاس کیا۔

بی اے آنرز (سیاسیات) کے لیے جامعہ کراچی میں داخلہ لیا۔ ایک سال پڑھا مگر بی اے آنرز (سیاسیات) نہ کر سکے۔انہوں نے بی اے ۱۹۸۷ء میں جامع کراچی سے پاس کیا۔۱۹۹۶ء میں جامع کراچی سے ایم اے اُردو فرسٹ کلاس میں پاس کیا۔

نعت خوانی کا آغاز:

۱۹۷۸ء میں پرائمری جماعت سے ہی نعت خوانی کا آغاز کر دیا تھا۔گُل بہار نعت کونسل ٹرسٹ پاکستان کے بانی و چیئر مین نعت خوان محمد قمر خاں رحمانی نے ان کی تربیت کے علاوہ بھرپور طریقے سے حوصلہ افزائی کا فریضہ بھی انجام دیا۔ ان کی اس توجہ اور پیار نے صبیح رحمانی کی نعت خوانی کو جلا بخشی۔ قدرت نے

ان کو خوبصورت لحن سے نوازا ہے۔ صبیح رحمانی نعت خواں کی حیثیت سے بہت جلد شہرت حاصل کر گئے۔

ان کی تحریک پسند طبیعت میں کچھ عوامل ایسے تھے جن کی بدولت یہ آگے بڑھتے رہے اگر بات کو اس انداز سے پیش کیا جائے کہ صبیح رحمانی کی شخصیت عناصر اربعہ سے مشروط ہے۔ یہ چار عناصر صبیح رحمانی کی زندگی کی ایک چلتی پھرتی تصویر ہیں ان کی زندگی کی بہاریں انہیں چار عناصر کا ثمر ہے جس کو صبیح رحمانی صاحب دن رات بڑھا رہے ہیں۔ یہ عناصر آپس میں اس طرح مربوط و مشروط ہیں کہ ان کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔

ان عناصر کی یہ خوبی ہے کہ یہ ہمہ جہت اور علی الترتیب ہیں۔

ا۔ نعت خوانی:

صبیح رحمانی کی زندگی کا سب سے مستحکم حوالہ یہ ہے کہ سارے پھول اسی شاخ سے منسلک ہیں۔ اس کڑی کو اگر صبیح رحمانی جیسے تناور درخت سے تشبیہ دی جائے تو اسے جڑ کی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ سارے سلسلے اسی نعت خوانی نے ہی پروان چڑھائے ہیں۔

۲۔ نعت گوئی:

کم عمری اور کم تجربے کے باوجود اپنی نعتیہ شاعری کا اعتبار قائم کر چکے ہیں۔ اس کی وضاحت میں ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی کے ایک واقعہ سے کروں گا۔ آپ لکھتے ہیں کہ۔

> ''غریب خانے میں ثنائے خواجہ کی بزم مرتب کی گئی تھی۔ ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ نعتیں پڑھ رہے تھے اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ دیارِ رحمت کے شہری جادہ رحمت پر سفر کر رہے ہیں''۔ [۱]

اس بزم میں ایک آشنا اجنبی تھا۔ یہ دنیا اور یہ زندگی بھی عجیب معمہّ ہے۔ یہاں ہم جن کے ساتھ

زندگی گزارتے ہیں کام کرتے ہیں ان کے متعلق اچانک انکشاف ہوتا ہے۔ کہ ہمارے درمیان کچھ بھی تو مشترک نہیں اور اقبال کا یہ مصرع ہمارا احوال بن جاتا ہے کہ

ع چہ معصومانہ غربت را فریبم

اور یوں بھی ہوتا ہے کہ دیارِ رحمت میں جادہ رحمت پر قطع مسافت کرتے ہوئے وہ مل جاتے ہیں جن سے ہمارا ظاہر و باطن کچھ بھی چھپا نہیں ہوتا۔

جب اس محفل میں اس آشنا اجنبی نے نعت خوانی شروع کی تو محسوس ہوا کہ فضا کچھ اور روشن ہوگئی ہے۔ خوشبو کی لہریں تیز تر ہوگئی ہیں اس کی آواز کو صحن قلب میں کھلے ہوئے گلہائے محبت احمد محمود پر شبنم کی طرح برسنے لگی۔

کوئی مثل مصطفٰے ﷺ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا

کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا[۲]

ایک شعر کے بعد دوسرا شعر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ نعت نبی اکرم ﷺ کی محبت اور ذکر کی ایک سیڑھی ہے۔ ایک زینہ اور ہم قدم قدم اوپر جا رہے ہیں اور سماعت کے وسیلے سے ہمارے مراتب بلند ہو رہے ہیں۔

سر حشر ان کی رحمت کا صبیح میں ہوں طالب

مجھے کچھ عمل کا دعوی کبھی تھا، نہ ہے نہ ہو گا[۳]

نعت ختم ہوئی۔ سب لوگ کچھ دیر خاموش رہے۔ یہ خاموشی حقیقی داد تھی۔ مقطع سے شاعر کا تخلص تو معلوم ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد میاں یہ کس کی نعت ہے؟ میں نے پوچھا۔ ''میری ہی ہے'' شرماتے ہوئے نعت گو نے جواب دیا۔

''آپ کا پورا نام''؟

''صبیح رحمانی''

''تم اتنے کم عمر ہو تو خیال ہوا کسی اور کی نعت ہے۔''۔

۳۔نعت فہمی:

صبیح رحمانی کی ذات نعت رنگ کراچی کے اجرا کے سبب سب کی توجہ کا مرکز بن چکی ہیں۔نعتیہ ادب کی کئی جہات پر مثبت انداز سے نرالا، جدا، علیحدہ اور یادگار کام کر رہے ہیں۔

۴۔نعت جوئی:

دنیائے نعت میں ایسے شعرا کی بہت کمی ہے جو شعری جمالیات کا بھرپور شعور رکھتے ہوں اور نعت جیسی صنف سخن کے متنی سرعی و تقدیسی تقاضے بھی خاص حد تک پورے کرتے ہوں۔فی زمانہ نعت کی تخلیقی سرگرمیاں عروج پر ہیں لیکن ایک مدت سے تقدیسی ادب کے سنجیدہ طبقے کو اس بات کا قلق اور شدید احساس تھا کہ نعت کو ادبی صنفِ سخن کے طور پر سکہ بند ناقدین نے قبول نہیں کیا ہے۔

صبیح رحمانی نعت کی دنیا کا وہ سورج ہے جو فی زمانہ پوری آب و تاب سے چمک دمک رہا ہے۔جس نے نعتیہ ادب کی ترویج و اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور ادبی سطح پر قبول کی جانے والے شعری نمونے بھی پیش کیے۔

حوالہ جات

۱۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، کلیات صبیح رحمانی، لاہور، دارالسلام ۲۰۱۹ء، ص:۲۵

۲۔ ایضاً، ص: ۱۹۷

۳۔ ایضاً، ص: ۱۹۸

باب سوم:

سید صبیح الدین رحمانی کی ادبی خدمات

باب سوم :

سید صبیح الدین رحمانی کی ادبی خدمات

صبیح رحمانی کی ادبی خدمات :

نعت کے فروغ کے لیے اپنی پوری زندگی اور سب وسائل وقف کر دینا، سعادت کی بات تو ہے حوصلے اور ظرف کا معاملہ بھی شامل حال ہے۔ زندگی کی ترجیحات ہی انسان کی شخصیت میں رنگ و آہنگ پیدا کرتی ہیں۔ کوئی شخص کسی خاص امر میں پیش پیش ہو تو وہ کام اُس کی ذات سے ایسے منسلک ہو جاتا ہے گویا وہ اس کے لیے خلق کیا گیا ہے یہی حال صبیح رحمانی کا ہے۔ کسی بڑے مقصد کی دسترس میں سب کچھ وقف کرنے میں سب سے بڑا چیلنج خود آدمی کے اپنے جذبات کارفرما ہوتے ہیں صبیح رحمانی گزشتہ ۳۰ برس سے نعت کے فروغ کے لیے ہمہ قسم کوششوں میں مصروف ہیں۔

نعت خوانی عطیہ خداوندی ہے یہ سعادت ہر کس و ناکس کے حصّے میں نہیں آتی۔ خوبصورت و خوش لحن اور دل گداز یہ ایسا انعام خداوندی ہے جو شکل وصورت کو نہیں دیکھتا مگر جس کو یہ عطا کیا جاتا ہے۔ وہ قسمت سے شروع سے ہی خوبصورت ہوتا ہے۔ یا پھر نعتِ مصطفٰی ﷺ کے خوبصورت وسیلہ سے ہو جاتا ہے۔

جو جتنا حُب مصطفٰی ﷺ میں پختہ ہوگا اس کا کلام اور لحن اسی قدر قوی و اعلیٰ ہوگا۔

صبیح رحمانی ان تمام اوصاف سے متّصف ہیں اور وقت کے جیّد نعت خوانوں میں سرفہرست ہیں۔

عزت و شہرت مصطفٰی ﷺ کے در کی وہ بھیک ہے جو وہ ہر اپنے ثنا خوانوں کو بخشتے ہیں۔ جس میں سے صبیح کا خاصا حصہ موجود ہے۔ پڑھنے والے کا کلام بھی اگر اپنا ہو تو سونے پر سہاگے کا کام کر جاتا ہے۔

آڈیو کیسٹ:

قدرت نے صبیح رحمانی کو خوبصورت لحن سے نوازا جس کا استعمال آپ نے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ زیبا کی تعریف کے لیے مسلسل کیا۔ آپ کی بہت زیادہ آڈیو کیسٹ موجود ہیں۔ جس میں آپ نے بلبل کی طرح نغمہ سرائی کی ہے۔ آپ اکثر و بیشتر موقع کی مناسبت سے کلام پڑھا کرتے تھے۔

جان رحمت:

AAP نے آپ کا پہلا کیسٹ ''جان رحمت'' کے نام سے ریلز کیا جس نے لوگوں میں آپ کے نام کو اس قدر مشہور کیا کہ آپ کو اس قدر توقع ہی نہ تھی۔

سایہ کملی کا:

دوسرا کیسٹ (ENI) والوں نے ریلز کیا۔

ہیں مواجہ پہ ہم:

یہ اس دور کی بات ہے جب آڈیو کیسٹ کسی نعت خوان کی مشہوری کے لیے کافی تھا۔ اگرچہ لوگوں کی تشنگی بڑھ رہی تھی۔ نعت خوان کو پڑھتے بھی دیکھنا لوگوں کی خواہش تھی مگر اس وقت وڈیو نہیں تھی۔

وی سی ڈی:

صبیح رحمانی نے اس دورِ جدید کو بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کے لیے بھرپور استعمال کیا۔

مختلف وی سی ڈیز ریلز کی گئی جس کو دیکھ کر لوگوں کی طلب اور بھی بڑھتی گئی۔

لب پر نعت پاک کا نغمہ (EMI)

یادِ مدینہ (کراچی کیسٹ سینٹر، لاہور)

سرکار توجہ فرمائیں	(مکتبہ اشرفیہ کراچی)
سرکار کے قدموں میں	(کراچی کیسٹ سینٹر، لاہور)
یادِ حرم	(FRS کراچی)
انوارِ حرم	(FRS کراچی)
اے مدینے کی زمین	(FRS کراچی)
ہم نبی کا آستاں دیکھا کیے	(FRS کراچی)
ہیں مواجہ پہ ہم	(شالیمار ریکارڈنگ کراچی)

بہت سے لوگوں کی زندگی ان کی شہرت کے لیے ایک رکاوٹ سی لگتی ہے مگر جیسے ہی اجل انہیں اس فانی دنیا سے کوچ کراتی ہے تو وہ ایک نئے سورج کی مانند چند روز چمکتے رہتے ہیں اور لوگ ان کی مدح کرتے نہیں تھکتے ہیں۔ مگر صبیح رحمانی وہ شخصیت ہیں جن کی نوجوانی میں ہی وہ پذیرائی بنی کے اُن کا ہی خاصہ ہے جو انہیں سرکار کی طرف سے نذرانہ بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

بطور ادارہ نعت:

صبیح رحمانی کی زندگی ایک ادارے کی طرح گزر رہی ہے جس میں نعت کے حوالے سے بہت کام ہو چکا رہا اور ہوتا رہے گا۔ یہ تحریکی فکر کے حامل ہیں جو کہ ان کے کاموں میں تحریکی رنگ و آہنگ نظر آتا ہے۔

مدیر	سہ ماہی	ایقان انٹرنیشنل، کراچی۔
مدیر	مجلّہ	لیلۃُ النعت، کراچی۔
مدیر	کتابی سلسلہ	نعت رنگ، کراچی۔
نگران	کتابی سلسلہ	سفرِ نعت، کراچی۔

صبیح رحمانی بانی اور سیکرٹری جنرل نعت ریسرچ سینٹر، کراچی نہ صرف پاکستان بلکہ امریکہ، کینیڈا اور یو کے میں بھی اس تحریک کا کام روشن مستقبل کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔

ماہ طیبہ:

صبیح رحمانی صاحب نے تیس سال کی عمر میں اپنا پہلا نعتیہ کلام منصۂ شہود پر لا کھڑا کیا جس سے بہت سے شاعر حضرات حیران و ششدر رہ گئے۔ اس کلام کا نام ''ماہِ طیبہ'' ہے جو کہ ۵ مئی ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ اس کی طباعت کی ذمہ داری انجمن عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ خداداد کالونی نے لی ۱۴۴ صفحات کی مدد سے یہ کتاب مجلّہ 36×23 مدد سائز سے شائع کی گئی جس کی شہرت کو چار چاند لگ گئے اور صبیح رحمانی دنیا نعت میں اپنا ایک مقام بنا چکے تھے۔

آغاز ہی میں ان کی نعتیہ شاعری کو لوگوں نے بہت پسند کیا جس کی وجہ سے صبیح رحمانی صاحب نے اس فن میں مزید ارتقائی منازل کو طے کرنے کی سعی کامیاب کی صبیح رحمانی کی ماہ طیبہ کی کافی نعتیں مقبول خاص و عام ہوئیں جن کی گونج اکثر محافل میں کانوں میں رس گھولتی نظر آتی ہیں۔

جادہ رحمت:

جادہ کے مختلف معنی ہیں ایک معنی سیدھا راستہ کے بھی ہیں۔ یہ اصلاً عربی کا لفظ ہے اور فارسی میں بھی مستعمل ہے۔

مصطفیٰ ﷺ کے در کے علاوہ کسی دوسرے سے بھیگ ملنا بڑی مشکل سی بات ہے یہاں بھی وہاں بھی احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی ساری شاعری نعت خوانی کے لیے ہی وقف کردی۔

کیونکہ مصطفیٰ ﷺ کے در سے اِدھر اُدھر ہونے والے کسی در کے نہیں رہتے۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

دربدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں ؎

جادہ رحمت صبیح رحمانی کا دوسرا نعتیہ کلام ہے جو ماہ طیبہ کے پانچ سال بعد شائع ہوا مطلب یہ ہے کہ صبیح رحمانی صاحب نے پانچ سال تک اس میں محنت کی اور سرکار کی بارگاہ میں ایک مرتبہ پھر قلم اٹھا کر حاضری کی طلب کی۔ یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں اقلیمِ نعت کے تعاون سے شائع ہوئی جس کو ممتاز پبلشرز نوشین سینٹر اُردو بازار کراچی والوں نے شائع کی اس کتاب کے ۱۲۶صفحات ہیں۔ ۳۶× ۲۳ کا سائز بہت خوبصورت اور مجلد ہے۔

جادہ رحمت کی پہلی نعت بھی ویسے ہی مشہور و معروف ہوئی جیسی ''ماہ طیبہ'' کی پہلی نعت مشہور ہوئی۔

صبیح الدین کے الفاظ کی سادگی مفاہم کی برجستگی شاعر کی قدرت کلام کی گواہی پیش کرتی نظر آتی ہے۔

کوئی مثل مصطفیٰ ﷺ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا

کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا

سرکار کے قدموں میں :

کم کہو مگر معیار کا کہو۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جس طرح ہنر و فکر اور کلام میں اضافہ ہوتا ہے مگر یہاں معاملہ الٹ ہے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے۔ خاموشی بڑھتی جا رہی ہے۔ اور الفاظ کم ہوتے جا رہے ہیں۔ سرکار کے قدموں میں صبیح رحمانی کا تیسرا نعتیہ مجموعہ ہے جو کہ جادہ رحمت کے تقریباً سولہ سال بعد شائع ہوا یہ ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی۔ غالب نے اپنے کسی رشتہ دار کو خط لکھتے ہوئے کہا تھا کہ وقت کم ہے اس

وجہ سے تفصیل سے لکھ رہا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کم الفاظ زیادہ مفاہیم پیش کرتے ہیں۔

اس کتاب کو ملکی سطح پر نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ملی کیونکہ یہ کتاب انگریزی میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

ایک نعت خواں جب کسی شاعر کا کلام پڑھتا ہے تو اس کی التجا اپنے سُوز گداز میں کر رہا ہوتا ہے۔ صبیح رحمانی کا کلام چند سالوں یا زبان و تہذیب کی لپٹ میں نہیں بلکہ صبح قیامت تک اس التجا اور اس روح کی تازگی کو محسوس کیا جائے گا۔ ان کے الفاظ کے اثرات اس قدر توانا اور بھرپور ہیں کہ کوئی بھی شخص کسی بھی ملک کا باشندہ ہو مگر اس کے دل میں عشق مصطفٰے ﷺ کی شمع روشن ہو تو ان کا کلام سن کر اُس کی شمع بھڑک اٹھے گی۔

صبیح رحمانی کی مرتب کردہ کتب:

صرف نعت کہنا یا نعت پڑھنا دونوں کی اس جہاں اور اُس جہاں کے لیے شرف والی بات ہے اور پھر اس کے لیے اپنی زندگی میں مشن بنا کر ایک تحریک ہی چلا دینا اور نعت کے فروغ کے لیے ہمہ تن تیار رہنا کسی کسی کے مقدر میں لکھا ہے اس میں صبیح رحمانی دور حاضر کے سرفہرست شخص ہے جنہوں نے نعت پر ریسرچ کے حوالے سے بہت کام کیا ہے۔ کلام بھی لکھا ساتھ کئی چند کتب مرتب بھی کی تا کہ آنے والے نعت کے شعراء کو اصول و قوانین سے روشناس کر دیا جائے کہ نعت کا اصل رنگ کیا ہے اس سلسلے میں ''ایوان نعت'' جس میں ۱۶۵ از زندہ شعراء کی نعتوں کا مجموعہ ہے یہ دسمبر ۱۹۹۳ء میں ممتاز پبلشرز کراچی سے شائع ہوا۔ اس نعتیہ مجموعہ کو صف اوّل کی حیثیت حاصل ہے۔

صبیح رحمانی کے مرتب کردہ نعتیہ انتخابات:

صبیح رحمانی وقت شناس شاعر ہیں۔ انہوں نے وقت کی نزاکت کو پرکھتے ہوئے اپنے قلم کو زور بخشا

ہے۔

ایوان نعت :

ایوان نعت کو کراچی میں صف اوّل کی حیثیت حاصل ہے۔نعتیہ اشعار میں جو پذیرائی ایوانِ نعت کو حاصل ہے اس سے کسی قسم کی روگردانی روانہیں ہے دبستان کراچی کی فروغ نعت میں خدمات کے جائزے اور ۱۶۵ زندہ شعرا کی نعتوں پر مشتمل نعتیہ انتخاب ہی نہیں بلکہ ایک دبستان کراچی کی جانب سے عمدہ مثال ہے جس میں غزل، نظم، رباعی، ہائیکو اور آزاد نعتیہ نظمیں بھی شامل ہیں۔

''ایوان نعت'' صبیح رحمانی کے مرتب کردہ نعتیہ انتخاب کا نام ہے۔

ایوان نعت دسمبر ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی اِسے ممتاز پبلشرز کراچی نے شائع کیا اس کے صفحات ۱۹۶ ہیں۔ جو نعت خواں حضرات کی زبان پر اس قدر رواں ہیں جیسے پانی میں مچھلیاں۔

جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم:

جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹۹۳ء میں شائع کی گئی۔۱۹۲ صفحات کی اس کتاب کو فرید پبلشرز اُردو بازار کراچی والوں نے شائع کیا تھا اس میں صبیح رحمانی نے ۱۶۱ شعرا کے نعتیہ کلام کو یکجا کیا ہے۔

گیارہ انتخاب نعت :

صبیح رحمانی نے نعتوں کے بیک وقت گیارہ انتخاب نعت ترتیب دیئے۔ دس انتخابِ نعت مکتبہ ممتاز اُردو بازار کرچی ۵۲۔۵۲ صفحات پر شائع ہوئے 30×20 کے سائز کی کتاب ہے۔

ان کُتب کے ٹائٹل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صلو اعلیہ وآلہ وسلم

۲۔ حسنت جمیع خصالہ

۳۔ کشف الدجی بجمالہ

۴۔ بلغ العلی بکمالہ

۵۔ لحد میں آئیں گے سرکار

۶۔ عقیدت کے پھول

۷۔ سب سے اعلی ہمارا نبی

۸۔ خوشبوئے گلستان محمد ﷺ

۹۔ تیرے در کا فقیر ہوں

۱۰۔ سلطان مدینے والے

کوئے مصطفی ﷺ:

صبیح رحمانی کا ضخیم مرتب کردہ نعتیہ کلام ہے۔ اس کے ناشر کنگ پبلشرز اُردو بازار کراچی والے ہیں۔

۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۳۹ نعتیہ کلام اس کے اندر شامل ہیں۔

”مدحت“

یہ صبیح رحمانی کا مرتب کردہ نعتیہ کلام ہے جو آپ نے حامد خان حامد القادری کے نام سے مرتب کیا تھا۔ آپ کا سارا عمل نعت کے فروغ کی طرف تھا، نہ کہ اپنے نام کو چمکانے کی خاطر۔

”نذرانہ“

یہ بھی اسی طرح کی ایک کڑی تھی جس کے اصل مرتب صبیح رحمانی ہی تھے مگر آپ نے اس کو نثار علی

قادری کے نام سے مرتب کیا تھا۔ مرکزی گل بہار نعت کونسل کراچی نے اسے شائع کیا تھا۔

نعت فکر کا باسی:

صبیح الدین رحمانی نے اس کتاب میں سید ابوالخیر کشفی کی نعت گوئی و نعت شناسی کا ایک جائزہ پیش کیا ہے۔ صبیح رحمانی نعت پر اس وثوق سے کام کیا ہے کہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰۸ میں ۱۶۰ صفحات 30 × 27 سائز میں ہے۔ ناشر اقلیم نعت کراچی اور بزم نعت ریسرچ سنٹر کراچی نے شائع کی۔

غالب و ثنائے خواجہ ﷺ:

غالب فارسی کا بادشاہ تھا۔ مگر جس قدر اردو نے اس شاعر کو عروج بخشا ہے شاید فارسی نہ بخش پاتی۔

ان کے شعر کا ایک مقطع ''غالب ثنائے خواجہ'' ﷺ نعتیہ ادب کی زینت بن چکا ہے۔

اس کتاب میں غالب کی پسندیدہ شاعری کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔

۲۰۰۹ء میں یہ کتاب نعت ریسرچ سینٹر نے طبع کی یہ کتاب ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

اُردو نعت میں تجلیاتِ سیرت:

اس کتاب میں اسوہ حسنہ کے تناظر میں نعت تذکرہ سیرت کا حسین امتزاج پیش کیا گیا ہے۔ اپریل 2015ء میں شائع ہونی والی یہ کتاب ۳۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اس کے ناشر بھی نعت ریسرچ سنٹر کراچی والے ہیں۔

ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعات حمد و نعت:

حمد و نعت کے احسن تبصروں اور بعض کتابوں کے دیباچوں پر مشتمل یہ تنقیدی کتاب ۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے ان کی اس کاوش کو دیکھا دیکھی میں موضوع بنایا گیا ہے جس کی بدولت نعت پر بہت کام ہو رہا ہے۔ یہ کتاب ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی۔

اُردو نعت کی شعری روایت:

نعت کی تعریف، تاریخ، رجحانات اور تقاضوں پر مبنی ایک دلکش مضامین کا عمدہ انتخاب صبیح رحمانی کا نعتیہ ادب میں بہت بڑا کام ہے۔

کتاب پر بڑے بڑے نقاد شمس الرحمٰن فاروقی جیسے لوگوں کی آراء شامل ہیں۔

۲۲۴ صفحات کی یہ کتاب ۲۰۱۶ء میں اکادمی بازیافت والوں نے شائع کی ہے۔

کلام رضا کے فکری و فنی زاویے:

مُلکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مُسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے جما دیے ہیں[۲]

احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری سے ناآشنا شخص نعت کو کیا سمجھے گا۔ آپ کے شاعرانہ محاسن پر ادبی معیار پر مرتب کی گئی یہ کتاب ۳۳۶ صفحات پر مشتمل جس کو نعت ریسرچ سینٹر کراچی نے شائع کیا بہت ہی مقبول اور معروف ہوئی۔

مدحت نامہ:

کراچی کے ۳۱۴ ایسے شعراء کی نعتیں شامل کی جن کے نعتیہ مجموعے شائع نہیں ہو سکے اس انتخاب

میں کئی مشہور شعرا کی ایسی نعتیں شامل ہوئی ہیں جو پہلے منظر عام پر نہ آئی تھیں۔ یہ کتاب دو سو بارہ صفحات پر مشتمل ہے اس کو نعت ریسرچ سنٹر کراچی نے ۲۰۱۷ء میں شائع کی ہے۔

کلیاتِ عزیز احسن:

یہ کتاب حمد و نعت اور مناقب و منظومات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر عزیز کے چار مجموعے اس کتاب میں شامل ہیں۔ ۸۰۰ صفحات کو خوبصورت مجلّد کتاب نومبر ۲۰۱۷ء میں شائع کی گیا۔

پاکستانی زبانوں میں نعت:

پاکستان میں بولی جانے والی زبانوں کا عطر کشید کر کے ادب میں اس کتاب کی پزیرائی ہوئی۔

۳۵۲ صفحات نعت ریسرچ سینٹر نے ۲۰۱۷ میں اسے شائع کیا۔

اقبال کی نعت (فکری و اسلوبی مطالعہ)

اس کتاب میں اقبال کا عشقِ رسول ﷺ اور ان کی نعت زیر بحث رہی ہے اقبال کی نعت روایتی اسلوب سے یکسر تر جُدا اور منفرد ہے۔ یہ کتاب 2018 میں شائع کی گئی۔

392 صفحات اکادمی بازیافت والوں کو اس کو شائع کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

کلام محسن کاکوروی (ادبی و فکری جہات)

صبیح رحمانی کی مرتبہ کاوشوں کا ذکر وسیع تر ہوتا گیا جس میں نعتیہ ادب کے قابل ذکر شعرا کے فکر و فن اور شعر و سخن کو موضوع بحث بنایا گیا۔

۴۴۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب جس طباعت کا شاہکار ہے۔ ۲۰۱۸ء میں شائع ہوئی۔

اُردو حمد کی شعری روایت:

حمد کی تعریف اور اس کے فکری وفنی محاسن پر مرتب کردہ کتاب ۲۰۱۹ء میں شائع کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے متعلق اس قدر کاوش کے خوش نصیب صبیح رحمانی ہیں۔ صبیح رحمانی نے اللہ تعالیٰ کی حمد بہت اچھے انداز میں کی ہے۔

"شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "ہر برگِ سبز معرفت کردگار کا ایک دفتر ہے" ۳؎

حمد کی تعریف، تاریخ، رجحانات اور حمد کے تقاضوں پر مشتمل مضامین کو اس احسن انداز سے پیش کرنے والے صبیح رحمانی کو حمدیہ ادب میں ایک مثالی اور لائق توجہ شاعر سمجھا جاتا ہے۔ مرتب کردہ اس کتاب نے جہاں ایک طرف ادب کے عام قاری کو حمد گوئی کے اس منظر و پس منظر سے آگاہی بخشی ہے وہیں حمد کے موضوع پر ریسرچ کرنے والے محققین کے لیے مشعل راہ بھی فراہم کی ہے۔

صبیح رحمانی کی اپنی نعتیں مرتبین:

"خوابوں میں سنہری جالی ہے" مرتب عزیز احسن ۱۹۹۷ء

عزیز احسن نے صبیح رحمانی کے مقبول عام نعتیہ کلام کا انتخاب ستمبر ۱۹۹۷ء میں ترتیب دیا تھا۔

"سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے"

مرتب محمد مقصود قادری:

صبیح رحمانی کی چیدہ چیدہ مقبول نعتوں کا پاکٹ سائز نعتیہ انتخاب ۲۰۰۰ء میں فیض رضا پبلی کیشنز نے شائع کیا۔

"سرکار کے قدموں میں"

محمد محبوب نے صبیح رحمانی کی معروف نعتوں کا مجموعہ ۲۰۰۲ء میں ۳۲ صفحات پر شائع کروایا۔

''سرکار کے قدموں میں''

مدثر سرور چاند نے ۲۰۰۶ء میں ۹۶ صفحات پر بمع وڈیو سی ڈی نے مرتب کروایا۔

نعت رنگ کے حوالے سے شائع شدہ کتب:

۱۔نعت اور آداب نعت۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی ۲۰۰۳ء میں شائع کی گئی۔

۲۔موضوعاتی اشاریہ السیر ہ العالمی اور نعت رنگ مرتب حافظ محمد اظہر سعید ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔

۳۔نعت رنگ کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ پروفیسر شفقت رضوی نے ۲۰۰۴ء میں شائع کی۔

۴۔''نعت رنگ اہل علم کی نظر میں' ڈاکٹر محمد سہیل نے ۲۰۰۹ء میں شائع کی۔

۵۔فن اداریہ نویسی اور نعت رنگ ڈاکٹر افضال احمد ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔

۶۔نعت نامے، ڈاکٹر سہیل شفیق ۲۰۱۴ میں

۷۔نعت رنگ کے پچپن شمارے ڈاکٹر شہزاد احمد ۲۰۰۵ء میں شائع کی گئی۔

تمغہ جات:

الحمد للہ۔ صبیح رحمانی کو تمغہ امتیاز نعت خوانی، نعت گوئی، نعت فہمی اور نعت جوئی کے بے مثال اور لازوال کام پر دیا گیا۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اوّل، مولانا سخن رضا، شرح حدائق بخشش، لاہور ۱۹۹۴ء، ص:۱۰۱

۲۔ ایضاً، ص:۱۴۹

۳۔ صبیح رحمانی، اردو کا حمدیہ ادب: اجمالی جائزہ، کراچی، ۲۰۲۰ء، ص:۲۰

باب چہارم:

صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری کی
فنی و فکری جہات

باب چہارم:

صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری کی فنی و فکری جہات

نرسریوں میں ہزاروں تازہ تازہ پودے موسم بہ موسم لگائے جاتے ہیں اپنے اپنے وقت پر وہاں سے دوسری جگہوں پر منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ کوئی ایک پودا وقت کے ساتھ ساتھ اتنا بڑا ہوجاتا ہے کہ وہ اس نباتاتی ذخیرہ میں ایک تن آور درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر اس کا وہاں سے منتقل ہونا ناممکن ہوجاتا ہے۔ وہ برگد نما درخت اس ذخیرے کی پہچان بن جاتا ہے۔ یہی حال یہاں سید صبیح الدین صبیح رحمانی کا ہے۔ یہ شجر الاشجار وقت کے ساتھ ساتھ ایک اہم حوالہ اعتبار، شناخت اور منفرد مقام و مرتبہ جو نعت کی دنیا میں بن چکا ہے۔ شاید ہی کوئی اس عہد میں زندہ شخصیات میں سے ہو۔

آپ نے اپنی شاعری کو قرآن و حدیث سے کہیں ٹکرانے نہیں دیا اور ادب والے الفاظ استعمال کرتے ہوئے شرک و بدعت سے بھی اپنے کلام کو پاک رکھا ہے۔

نعت کا ماخذ قرآن و حدیث:

صبیح رحمانی اپنی نعتوں میں قرآنی آیات اور احادیث کے معنی اور مفاہیم کو اشعار میں ایسے سمو لیتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے اجزا اشعار میں یک جاں ہوجاتے ہیں مثلاً:

ان کے اصحاب و اہل بیت کی خیر
وہ ستارے ہیں یہ وفا کے چراغ

یہاں شعر کا اشارہ حدیث، اصحابی کالنجوم“ کی طرف ہے۔

منزل قرب خدا میں وہ وہاں تک پہنچے

فاصلے گھٹ گے جہاں دو ہی کمال تک پہنچے

صبیح نے یہاں سورۃ النجم کی ایک آیت کو شعر کا پیکر عطا کر دیا ہے۔

فکان قاب قوسین او ادنیٰ [۳]

پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا

دونوں جہاں میں اُن کا چرچا کل بھی تھا، اور آج بھی ہے[۴]

وللا آخرۃ خیر لک من الالی[۵]

صبیح رحمانی نے ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس جمیل کو قرآن کی روشنی میں دیکھا ہے

اور متاثر ہونے میں ان کا ایمان ان کا اعتقاد اور ان کی محبت رسمی اور روایتی نہیں۔

سرکار کی فضیلت لاریب غیب لیکن

قرآں کے آئینے میں دیکھو تو دیدنی ہے [۶]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے حضور کا اخلاق پوچھا تو آپ نے کہا کیا قرآن نہیں پڑھا تو نے؟

گویا صبیح رحمانی قرآنی آیات کی تفسیر میں نعت خوانی کے انداز کو اپناتے ہوئے حضور کی مدح سرائی کر رہے ہیں۔

گونج ان کی ثنا کی رہی ہے ہر نبی نے خبر ان کی دی ہے

کوئی ایسا صحیفہ نہیں ہے جس میں ان کا حوالہ نہیں ہے

خالق ارض وسماوات نے قرآن کریم میں سورۃ الصّف 61 نمبر کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا:

انی رسول اللّٰہ مصدقا لما بین ید من التوراۃ ومبشر الرسول یا

تی من بعد اسمہ احمدہ

اور ایک مقام پر سورۃ الانبیاء 21 نمبر کی آیت نمبر 107 میں ارشاد فرمایا:

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین

گویا ہر انسان حیوان، چرند، پرند سب کے لے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جس کے فیض سے بنجر سینوں نے شادابی پائی ہے

موج میں وہ رحمت کا دریا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

میلاد شریف کا بیان:

صبیح رحمانی نے قدیم طریقے کو بھی اپنایا اور جیسے پہلے نعت گو شعراء نے میلاد شریف کو بیان کیا آپ نے بھی اپنے قلم کو اس سے جلا بخشتی۔

صبا کوئی پیغام طیبہ سے لائی

گلستاں کے کانٹے کھلے جا رہے ہیں

شاعر نعت کے میدان میں اپنے جوہر دکھائے اور میلاد النبی ﷺ پر کچھ نہ لکھے یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

چنانچہ صبیح رحمانی نے بھی اس مقدس دن کے حوالے سے اپنے قلم کو جلا بخشی۔

روح دیں ہے عید میلاد النبی ﷺ

کیا حسیں ہے عید میلاد النبی ﷺ

کیوں نظر آئیں نہ جلوے صاف صاف
دوربیں ہے عید میلاد النبیﷺ
قوم کی بے رہ روی پہ اے صبیح
شرمگیں ہے عید میلاد النبیﷺ ۸

صبیح رحمانی نے آزاد نظمیں میلاد النبیﷺ سے پرودیں۔

ظلمتیں چھٹ گئیں
ضوفشاں وہ ہوئے
کلیاں چٹکیں
کھلے پھول
مہکی ہوا
چارسو ہے خوشی ۹

شعری تلازمے، استعارے کی مہارت:

صبیح رحمانی نے جو اپنی شاعری میں شعری استعارے کا استعمال کیا ہے وہ اس بات کا عرفان کراتے ہیں کہ انہوں نے شاعری کے رموز، علائم اور اسلوب کی تازہ کاری کو بھی اپنے فہم وادارک کا حصہ بنایا ہے۔ ان کی نظر میں خلیل جبران کا یہ قول رہا ہے کہ شعر ایک فلسفہ اور فلسفہ ایک شعر ہے۔ جو دلوں کو مسحور کرتا ہے۔ وہ عزیز احسن کے اس تجربے سے بھی واقف ہیں کہ شعر جذبوں کے جمالیاتی اظہار کا وسیلہ ہے۔ اور ڈاکٹر اسحاق قریشی کے اس خیال سے بھی متفق ہیں کہ شعر شاعر کے احساسات اور قلبی میلان کا حرفی اظہار ہے۔

قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں

مجھے توفیق دے یا رب کہ میں نعت نبی لکھوں ؎۱۰

یہاں قلم خوشبو کا اس استعارے کی مدد سے آپ نے اپنی شاعری میں خوبصورتی پیدا کر لی ہے۔

صبیح رحمانی کی شاعری میں باغات اور بہت سی قدرتی بہاروں کے تلازمے استعمال کیے ہیں۔ ایک طرف تو وہ اپنی شاعری میں پھول، باغ، گلشن اور گلاب وغیرہ کا ذکر کر کے اپنے شعری رنگ کو باغ باغ بنانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف دھوپ، سورج، مہتاب، ستارے، چراغ اور روشنی کے ذکر سے وہ اپنے ایوان شاعری میں ہمیشہ اجالا رکھنے کے متمنی بھی ہیں۔

صبیح رحمانی کے حصے میں یہ قابل رشک سعادت آئی ہے کہ ان کا نام نعت اور لوازمِ نعت کے ساتھ گویا منسلک ہو کر رہ گیا ہے۔

تنقید صرف کسی شخص کے کلام کی برائیاں اس کے عیب بیان کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے محاسن اس کی خوبیاں اور اس کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کا نام ہے۔ عام طور پر اگر نعت خواں نعت گو بھی ہو تو وہ اپنے فن کو توازن میں بہت کم ہی رکھ پاتا ہے کیونکہ وہ محفل کی گرمی کو سمجھ کر ایسے ایسے شعر بول جاتا ہے۔ جو شریعت سے ٹکرا جاتے ہیں۔

نعت گو کے کلام میں کوئی ایسا جملہ نہ ہو جو قرآن و حدیث کے منافی ہو۔ اکثر نعت گو حضرات عوامی ذوق کو خاطر میں لاتے ہوئے وہ عوام کی داد اور حوصلہ افزائی کے چکر میں نعت کی اصل صنف سے ہٹ جاتے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا کہ:

کھویا نہ جا صنم کدہ کائنات میں
محفل گداز! گرمی محفل نہ کر قبول

صبیح رحمانی کی نعت گوئی کا رنگ ایسے مجلسی انداز نعت سے مختلف ہے۔ ان کی نعتیں دلپذیری کے ساتھ ساتھ غور و فکر کا مواد بھی فراہم کرتی ہیں۔

کوئی مثل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کبھی تھا، نہ ہے نہ ہو گا

کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا، نہ ہے نہ ہو گا [11]

کتنے سیدھے انداز میں بلیغ نعتیہ فکر کا ترجمان ہے اس کی بحر کا دو مساوی حصوں میں تقسیم ہونا، مصرع اولیٰ اور ثانی میں تینوں زمانوں ماضی، حال، مستقبل کو جمع کرنا اس نعت میں سادہ قافیہ اور طویل ردیف کا استعمال اور ہر شعر میں نعتیہ مضامین و موضوعات کا ایک منفرد پہلو پیش کرنا ان کی تخلیقی مہارت کا ثبوت ہے۔

یہ پوری نعت سادگی و پرکاری کا خوبصورت نمونہ ہے جس کی طرز بنانے میں نعت گو حضرات کو کسی قسم کی تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی۔

بہت کچھ لکھنے کے بعد بھی صبیح رحمانی عاجزی و انکساری سے لکھتے ہیں کہ:

کہاں ہم اور کہاں مدحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم صبیح

اک ارتعاش سا قلب و جگر میں رکھتے ہیں [12]

مولانا حسن رضا خان کی شاید اس نعت کی عکاسی کرتے معلوم ہوتے ہیں۔

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا

کچھ دخل عقل کا ہے نہ امتیاز کا [13]

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''اعلیٰ نعتیہ شاعری میں نماز فجر کی خلوت اور اذان کی کائنات افروزی اور بیدار کرنے والا آہنگ ایک ساتھ نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس میں اس ذات اکمل و اعظم کا ذکر ہوتا ہے جس نے حرا کی خلوت سے جلوت انسان میں آکر عالم نور کی تخلیق کی۔ صبیح رحمانی کے نغمہ ثناء قبل اس کی روح کی سرشاری اور اس کے دل کی آبگینہ صنعتی کا امتزاج ملتا ہے۔

اللہ کرے وہ محبت آ قا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بخش فضا میں یوں ہی آباد رہے اور ہماری روحوں کو اپنے نغمہ سے یوں ہی آباد رکھے۔

صبیح رحمانی نے اپنی کتاب سرکار کے قدموں میں چار حمدیں لکھی ہیں۔ دو اس قدر مشہور و معروف ہوئیں کہ ہر کان اس کی سماعت سے محظوظ ہوا ہوگا اور شاید انہیں اس بات کی خبر بھی نہ ہو کہ جو شخص اس کلام کو اس حمد کو پڑھ رہا ہے وہی اس کو لکھنے والا بھی ہے۔ آپ کی خوبصورت آواز اپنے ہی لکھے ہوئے خوبصورت مصرعوں کو جس خوبصورتی سے ادا کرتی ہے کہ ایک سماں سا بند جاتا ہے۔

کعبے کی رونق کعبے کا منظر، اللہ اکبر اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے ہی جاؤں برابر اللہ اکبر اللہ اکبر

دوسری حمد کو دف کے ساتھ عبدالرؤف روفی نے جس خوبصورت انداز میں پڑھا ہے محفل میں لوگوں اشکبار نظر آتے ہیں۔

حاضر ہیں ترے دربار میں ہم اللہ کرم اللہ کرم
دیتی ہے صدا یہ چشم نم اللہ کرم اللہ کرم[۱۴]

صبیح رحمانی کی پہلی نعت جس کو خود انہوں نے خوبصورت لحن سے لوگوں کے دلوں میں اتارا اُس کا ہر ایک شعر عشاق کے لیے روح جان کی حیثیت رکھتا ہے پھر بہت سے نعت خواہاں نے اس کلام کو اپنے اپنے انداز میں پڑھا یہ کلام صبیح رحمانی کو مشہور و مقبول بنانے میں بہت کارگر ثابت ہوا۔

حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

صبیح کی شاعری میں تبلیغ دین:

صبیح رحمانی نے اپنی شاعری میں تبلیغ اسلام اور صحیح عقائد کو فروغ دیا ہے جیسا کہ نماز اسلام کا ستون ہے انہوں نے اپنی شاعری میں مسلمانوں کو اس طرف بلایا ہے۔

آواز پانچ وقت لگاتی ہے مومنوں
آؤ نماز ہم کو بلاتی ہے مومنوں
بتلا دوں کیسے ملتا ہے کیا کیا نماز میں
حد یہ کہ رب سے ملتا ہے بندہ نماز میں
تبلیغ میں نماز کی مشغول میں رہوں
یہ ایک کام میرے خدا عمر بھر کروں ۱۵

آپ نے آزاد نظموں میں عقائد کی پختگی کے حوالے سے بھی بہت زور دیا ہے۔

ضمیر کی قید میں:

بتوں کے آگے نہ سر جھکانا
نہ اپنے دامن میں آگ بھرنا ۱۶

یہ وہ پہلا پیام حق تھا
جسے بھلا کر
ہم آج پھر سے

کئی بتوں کے حضور سجدوں کے امتحاں سے گزر رہے ہیں۔

استغاثہ:

عجز و انکساری اظہار بیان کی سادگی میں کتنا خلوص جھلکتا ہے بعض اوقات جمالِ نبوی ﷺ سے مرغوب ہو کر شاعر انکساری کا ایسا پیکر بن جاتا ہے کہ حضور کی مدحت بھی لبوں پر اٹک جاتی ہے لیکن اس ٹوٹے ہوئے مسلسل اظہار میں بھی حروف کے قافلے ''معراج بیاں'' تک پہنچ جاتے ہیں۔

صبیح کی نعتیہ شاعری ٹوٹے ہوئے دل کی کسک بھی ہے اور تڑپ بھی وہ بارِ ندامت سے گردن جھکائے اور منہ چھپائے ہوئے کھوئے کھوئے دل، پرنم آنکھوں اور چپ چاپ ہونٹوں سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں اور اپنی نعتوں میں اِسی تصور کو خوبصورت رنگ دے کر اشعار کے حسین پیکروں میں ڈھال دیتے ہیں۔

صبیح رحمانی نے رسول کریم ﷺ کے حضور استغاثہ بھی پیش کیا اور امتِ مسلمہ کے مسائل کے حل کے لیے آپ کی سیرت سے ایمانی استفادے کا پیغام بھی دیا ہے۔

میں نواحِ شب میں بھٹک گیا نئے سورجوں کی تلاش میں
کوئی روشنی کہ بدل سکے مری شب کا حال مرے نبی ﷺ

کہیں نفرتیں، کہیں رنجشیں کہیں خاک و خون کی بارشیں
مرے عہد میں ہے عجیب رنگ کا اشتعال مرے نبی ﷺ ۱۷؎

حضورﷺ آپ جو سن لیں تو بات بن جائے

حضورﷺ آپ جو کہہ دیں تو کام ہوجائے

ایک کونے میں سر جھکائے ہوئے منہ چھپائے ہوئے

گردنیں ہیں کہ بار ندامت سے خم، ہیں مواجہ پہ ہم

حضور کی بارگاہ میں التجاء کرنا دور اول سے ہی رائج رہا ہے اس کی وضاحت اگر کائنات کے وجود سے پہلے کی بھی کی جائے تو حضرت آدم علیہ السلام نے جب محمدﷺ کا نام اپنے رب کے نام کے ساتھ ہر جگہ جڑا دیکھا تو اللہ کو اسی نام کا واسطہ دے کر بخشش کی درخواست کی تو قبول کر لی گئی۔

بہت سے شعراء نے نبی اکرمﷺ کی بارگاہ میں اپنی التجاؤں کو پیش کیا اور مرادیں بھی بھر لیں۔ صبیح رحمانی نے بھی اپنے بڑوں کی اس پیروی کو ملحوظ خاطر رکھا اور اس نقش پر چلے۔

صبیح رحمانی نے دنیا میں جس قدر نعت کے میدان میں اپنا نام کمایا ہے جس قدر لوگوں کے دلوں میں گھر کیا ہے اسی طرح وہ فرشتوں سے بھی دادرسی کے خواہاں ہیں وہ احمد رضا خاں کی طرز پر چلتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

مزا تو جب ہے فرشتے یہ قبر میں کہہ دیں

صبیح مدحتِ خیر الانامﷺ ہو جائے

نعت فروغِ سیرت کے لیے:

صبیح رحمانی کی نعتیں آنکھوں کے راستے سے دل میں اترتی ہیں یعنی دل کو دل سے راہ ہونے کا محاورہ بھی اپنی معنویت کے ساتھ یہاں صادق آتا ہے، گویا وہ نعت جو صبیح رحمانی کے دل پر اترتی ہے وہ قاری کی آنکھ کے رستے اس کے دل میں اترتی ہے ہر نعت ایک پیغام کی طرح ہے جس میں عقیدت اور محبت

کے لافانی جذبے کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ کے اَن مِٹ نقوش پائے جاتے ہیں۔ نعت فہمی کی جو بات حُبِّ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہی کے ساتھ مشروط کیا جائے تو ہی نعت کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مضامین صبیح رحمانی کی نعت میں جگہ جگہ اس طرح سموئے ہوئے ہیں جیسے یہ نعتیں فروغ سیرت کے لیے ہی لکھی گئیں ہو۔

گفتگو خوشبو کے لہجے میں سکھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خار نفرت چن لیے دے کر محبت کا گلاب

جگائے علم کے سورج سکھائی لفظ کی حرمت
کیے وا آگہی کے سارے در آہستہ آہستہ

محبت کا سلیقہ دے دیا وحشی قبائل کو
مٹا صدیوں کی رنجش کا اثر آہستہ آہستہ

ان اشعار میں صبیح رحمانی نے شعر کے پیرائے میں سیرت نویسی کا جو فریضہ انجام دیا وہ قابل تحسین ہے اور لائق تقلید بھی ہے۔

نعت صبیح کی شعری صباحت

دور جدید کی پیچیدہ صورت حال اور کشاکش حیات کے پریشان و غلطاں لمحات میں آدمی مذہب بیزار بن گیا ہے لیکن نہیں معلوم کیوں زمانے کے ان ہمت شکن حالات میں بھی اللہ اور رسول ﷺ کے مطیع و فرمانبردار بندے مذہب ہی کے سہارے اپنی دکھتی پیٹھ ٹکانے میں سہولت محسوس کرتے ہیں اور اسے درد کا مداوا تسلیم کرتے ہیں۔ صبیح ان شعراء میں سے ہیں جن کی پختہ کلامی رسول اللہ ﷺ کی مدحت سے اپنا باغ سخن مہکایا ہے۔ ان کے لفظوں کو طرز حسان رضی اللہ عنہ کی شاہراہ ارتقا ملی اور جنہوں نے پھول جیسے الفاظ اور چاند جیسے مضامین سوچے۔

صبیح کی نعتیں پڑھنے کے بعد صبیح کی نعتیہ شاعری کے متعلق ایک بات وثوق اور پورے زور کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ

صبیح کی نعتوں میں رسمی عقیدت کے پرسکوت سمندر کی بجائے داخلی بے چینی کی کیفیات کا دریا ٹھاٹھیں مارتا ہے۔

صبیح کی نعتیہ شاعری سادگی اور پرکاری کا عمدہ نمونہ ہے۔ انہوں نے دقیق الفاظ اور گنجلک تراکیب سے کلی طور پر اجتناب کیا ہے اور سادہ زبان میں نعت کے پیکروں کو ڈھال کر انہیں صُوری حسن عطا کیا۔

محاکمه

محاکمہ

نعت شاعری کی وہ صنف ہے جس کو ابو طالب سے لے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور کئی صحابہ کرام علیھم الرضوان کتنے ہی عربی و عجمی شعرا نے اپنا موضوع سخن بنا کر اپنے لیے دو جہاں کی نعمتیں سمیٹی ہیں جن میں محسن کاکوروی، احمد رضا خان، اقبال اور چلتے چلتے ایک ایسا دورِ حاضر کا نوجوان بھی شامل ہے جس کی شاید گھٹی میں ہی نعت رکھ دی گئی تھی۔ وہ شخصیت سید صبیح الدین صبیح رحمانی ہیں۔ جو دور شباب سے ہی اس ڈگر پر رواں ہوئے اور ایسا رواں ہوئے کہ شاید اسی میں دار فانی سے کوچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کیونکہ انہوں نے نعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا ہے جس انداز سے انہوں نے نعت جیسی صنف پر کام کیا ہے دور حاضر میں اُس کی مثال نہیں ملتی۔ کیونکہ بہت سے شعراء نے نعت لکھی مگر نعت کے فروغ کے لیے اس پر ادبی تحقیق اور نعت کے دائرہ کار کو وسعت دینے کے لیے بیرون ملک بھی اس کڑی کے کئی دفاتر کا صبیح رحمانی نے اہتمام کیا۔ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ نعت کی روشنی سے چمک دمک رہا ہے۔ صبیح رحمانی کی ذات پوری ایک تحریک ہے۔ بلا مبالغہ اگر اُن لیے یہ جملہ بولا جائے تو بے جا نہیں ہوگا کہ صبیح رحمانی نعت کا ایک ادارہ ہے جس میں نعت کی نمو اس کی شجر کاری اور پھر اعلیٰ سطح پر اُس کی باغبانی کا انتظام کرنے والی ذات صبیح رحمانی ہیں وہ بالکل اپنے لیے دنیا و آخرت میں ایک اعمال صالح کا دفتر بنا رہے ہیں۔

ان کی نعت کے فروغ کے لیے جتنی ادبی خدمات ہیں اگر بیان کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب کی صورت اختیار کر سکتی ہیں۔ ان کی آڈیو کیسٹ، وڈیو میں نعتوں کی کلیات اور اس کے علاوہ تنقیدی کام اس حد تک پھیلا ہوا ہے کہ مزید نعت پر کام کرنے والوں کے لیے گویا تاریک رات میں چودھویں کے چاند کی طرح

روشن کر رہا ہے۔ صبیح رحمانی نے خود اپنی نعتیں بھی مرتب کی اور دوسرے نعت گو شعرا کے کلام پر بھی تنقیدی کام کیا اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے اُن کی اس کاوش کو سراہا گیا اور باقاعدہ انعام و اکرام سے نوازا گیا ہے۔ صبیح رحمانی کی ذات سے نعت کا ایک جہاں آباد ہے صبیح رحمانی کی نعتیہ فن و ادب اور نعت نگاری میں ابتدائی کوششوں سے لے کر نعت ریسرچ سنٹر کے قیام تک علمی و ادبی ،شعری اور ترویج نعت ،نعتیہ تحقیق و تنقید، نعت شناسی وغیرہ کے حوالے سے بہت سے خدمات موجود ہیں۔ جنہیں نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں نعت نگاری کے فن میں بیش بہا خزانے کے طور پر محفوظ کیا گیا ہے۔

تنقید تو نام ہی اس چیز کا ہے کہ کسی کلام کے احسن اور لاغر پہلوؤں کو اجاگر کرنا تو صبیح رحمانی کے نعتیہ کلام پر کم و بیش ایک سو لوگوں نے اپنے تاثرات پیش کیے اور وہ بھی اس فن کے ماہرین نے جو ادیب ہیں شعرا ہیں نعت گو ہیں کیونکہ کسی نعت خواں کی تعریف وہ ہے جو دوسرا نعت خواں کرے عوام تو نعت خواں کی تعریف کرتی ہی ہے مگر کسی دوسرے نعت خواں سے اگر کسی نعت خواں کی تعریف سنو تو سمجھو کہ واقعی اُس نعت خواں یا نعت گو شاعر کے کلام میں کوئی دم ہے۔ صبیح رحمانی پر بہت سے ناقدین نے مضامین لکھے ہیں اُن میں سے اکثریت نے ان کے کلام کو پھولوں اور خوشبو سے تشبیہ دی ہے اور مبارک باد پیش کی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صبیح رحمانی نے اپنی زندگی میں ہی اپنی شہرت کو دیکھ لیا جو کہ اکثر لوگوں کو نصیب نہیں ہوتی۔

صبیح رحمانی کے نعتیہ کلام میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو کہ کسی اعلیٰ نعت گو شاعر میں ہونی چاہیے حاصل کلام یہ ہے کہ سید صبیح رحمانی کے کلام میں موجود جمالیاتی زاویے حسن ادا اور حسن تاثر کی چاشنی سے مملو ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری میں کئی موضوعاتی جہتیں ان کی شعری جمالیات، شعری صباحت اور صنائع بدائع جس لطافت کے ساتھ برتتے ہیں اُن کی شاعری کو آسمانِ دنیا تک پہنچا گئے ہیں۔

زندگی کا مستحکم ترین اور بنیادی حوالہ ہے۔

وہ علمی و ادبی، فکری و تخلیقی اور انتظامی سطح پر نعت کے لیے وقف ہیں۔

میں ہوں وقف نعت گوئی کسی اور کا قصیدہ
مری شاعری کا حصہ ، کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

کتابیات

کتابیات

القرآن

۱- احمد رضا خان، مولانا، حدائق بخشش، کراچی، مکتبہ المدینہ،۲۰۱۸

۲- اقبال حیدر، دیباچہ، سرگوشی، شاعر محسن تشکیل، کوئٹہ، قلات پبلشرز،۲۰۰۵

۳- سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۱

۴- شہزاد احمد، ڈاکٹر، کلیات صبیح رحمانی، کراچی، درالسلام،۲۰۱۹

۵- صبیح رحمانی، اردو کا حمدیہ ادب اجمالی جائزہ، کراچی،۲۰۲۰

۶- صبیح رحمانی، سرکار کے قدموں میں، لاہور، علم وعرفان پبلشرز،۲۰۱۱

۷- عزیز احسن، ڈاکٹر، پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر،۲۰۱۴

۸- محمد اوّل، مولانا، سخن رضا شرح حدائق بخشش، لاہور،۱۹۹۴

۹- محمد حسن رضا، مولانا، ذوق نعت، لاہور، مدینہ پبلی کیشنز،۲۰۰۳

۱۰- نجم الغنی رامپوری، مولوی، بحر الفصاحت، لاہور، مجلس ترقی ادب،۲۰۰۷

۱۱- نذیر احمد، پروفیسر، اقبال کے صنائع بدائع، لاہو، آئینہ ادب ۱۹۶۶

۱۲- وقار احمد رضوی، تاریخِ نقد، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن،۲۰۰۴